رسائل و مسائل

جانوروں کی حلّت و حرمت

جناب ملک غلام علی صاحب

سوال:- براہ کرم قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں کچھ ایسے اصول و ضوابط بتلائیں جن کی مدد سے جانوروں، بالخصوص پرندوں کے حلال یا حرام ہونے کے متعلق کسی نتیجہ پر پہنچا جاسکتا ہے۔ نیز اس ضمن میں یہ بھی ارشاد فرمائیں کہ بگلا، کوئل اور پیلی چونچ اور پیلے پنجوں والی بڑی مینا (جسے پنجابی میں شارک کہتے ہیں) حلال ہیں یا حرام۔

جواب:- (از ملک غلام علی) قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں بعض جانوروں کی حرمت و حلّت کے بارے میں صراحت موجود ہے، نیز ایسے قواعد و ضوابط بھی بیان فرما دیے گئے ہیں جن کی روشنی میں بقیہ جانداروں کو حلال یا حرام قرار دیا جاسکتا ہے۔ قرآن مجید میں مُردہ جانور اور خنزیر کے حرام ہونے کی تصریح ہے اور حلال جانوروں کے لیے ایک اصول فرمایا گیا ہے۔

اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْاَنْعَامِ (المائدہ) — تمہارے لیے مویشی قسم کے چرنے والے جانور حلال کیے گئے ہیں۔

اس آیت میں مواشی یا ان سے ملتے جلتے چرندے حلال کیے گئے ہیں اور جو جانور درندہ اور گوشت خور ہوں، جو عادتاً گوشت کھانے کے لیے اپنے شکار کو مجروح و مقتول بنا کر اور چیر پھاڑ کر کھائیں وہ اس تعریف سے خارج ہو جاتے ہیں۔ صاحب تفہیم نے اس آیت کی جو جامع تفسیر فرمائی ہے وہ درج ذیل ہے:-

" اَنعام" (مویشی) کا لفظ عربی زبان میں اونٹ، گائے، بھیڑ اور بکری پر بولا جاتا ہے اور بہیمہ کا اطلاق ہر چرنے والے چوپائے پر ہوتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہوتا کہ اَنعام تمہارے لیے حلال کیے گئے تو اس سے صرف وہی چار جانور حلال ہوتے جنھیں عربی میں اَنعام کہتے ہیں۔ لیکن حکم ان الفاظ میں دیا گیا ہے کہ " مویشی کی قسم کے چرند چوپائے تم پر حلال کیے گئے"۔ اس سے حکم وسیع ہو جاتا ہے اور وہ سب چرند جانور اس کے دائرے میں آجاتے ہیں جو مویشی کی نوعیت کے ہوں، یعنی جو کچلیاں نہ رکھتے ہوں۔ حیوانی غذا کے بجائے نباتاتی غذا کھاتے ہوں۔ اور دوسری حیوانی خصوصیات میں اَنعامِ عرب سے مماثلت رکھتے ہوں۔ نیز اس سے یہ بات بھی مترشح ہوتی ہے کہ وہ چوپائے جو مویشیوں کے برعکس کچلیاں رکھتے ہوں اور دوسرے جانوروں کو مار کر کھاتے ہوں، حلال نہیں ہیں۔ اس اشارے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح کر کے حدیث میں صاف حکم دے دیا کہ درندے حرام ہیں۔ اسی طرح حضورؐ نے ان پرندوں کو بھی حرام قرار دیا جن کے خاص طرح کے پنجے ہوتے ہیں اور جو دوسرے جانوروں کا شکار کر کے کھاتے ہیں یا مُردار خور ہوتے ہیں۔ ابن عباس کی روایت ہے کہ:

نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن کل ذی ناب من السباع وکل ذی مخلب من الطیر۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام کچلیوں والے درندوں اور مُڑے ہوئے پنجوں سے شکار کرنے والے تمام پرندوں (کو کھانے) سے منع فرمایا ہے۔

دوسرے متعدد صحابہ سے بھی اس کی تائید میں روایات منقول ہیں۔"

فقہائے حنفیہ نے قرآن وحدیث کے اس اصول کو منطبق کرتے ہوئے جن حیوانات کو درندہ شمار کرتے ہوئے اُن کی حرمت کا فتویٰ دیا ہے ان میں قابلِ ذکر یہ ہیں: شیر، بھیڑیا، چیتا، تیندوا، لومڑی، بلی، کتا، ریچھ، گیدڑ اور گلہری، اور پالتو گدھے کتے اور بلی کی حرمت اور خرگوش کی حلت کا ذکر احادیث میں بھی موجود ہے۔ لومڑی احناف کے نزدیک حرام ہے۔

مسلک حنفی کے عام فتوے کے مطابق باز، شکرہ، گدھ، شاہین، چیل حرام پرندوں میں شامل ہیں۔ بگلا، طوطا، مینا (شارک) فاختہ، تیتر، چڑیا، ابابیل، نیل کنٹھ، ہُدہُد، بُلبُل، چنڈول، بیا، حنفیہ کے نزدیک حلال ہیں کیونکہ یہ عادتاً شکاری اور گوشت خور جانور نہیں۔ نہ پنجوں سے جانور پر جھپٹتے اور اُسے چیرتے پھاڑتے ہیں۔ کوئل کی (جسے عربی، فارسی میں غالباً ہزار کہتے ہیں) حلت و حرمت کے متعلق کوئی تصریح کتابوں میں نہیں مل سکی۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی بُلبُل کے مانند ایک غیر شکاری پرندہ ہے اور اسے حلال ہونا چاہیے۔

کوّے کی حرمت و حلت کے معاملے میں بعض احناف نے اس کی اقسام بیان کرتے ہوئے بعض کو حلال اور بعض کو حرام قرار دیا ہے۔ قریب کے زمانے میں بھی یہ بحث تازہ ہوئی ہے اور بعض لوگوں نے مجمع عام میں عام دیسی کوّا پکا کر کھانے کا عملی مظاہرہ کیا ہے۔ لیکن میرے نزدیک ہر قسم کا کوّا حرام ہے۔ بخاری، مسلم و دیگر صحاح میں ارشادِ نبوی وارد ہے کہ "پانچ قسم کے جانور موذی و نامراد (فاسق) ہیں جنھیں حرم کے اندر اور باہر ہر جگہ قتل کیا جائے۔ کوّا، چیل، بچھو، چوہا اور کٹکھنا کُتا۔ حلال جانور کو اس طرح بے دریغ مارنے کا حکم کیسے ہو سکتا ہے۔ اس میں قیل و قال کی گنجائش کیا ہے؟ سرزمینِ عرب میں ہمارے ملک کی طرح کا کوّا عام پایا جاتا ہے، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام سے اُسے کھائے جانے یا حلال قرار دیے جانے کا کوئی ذکر احادیث و آثار میں نہیں ملتا۔

بحری جانور کی حلت قرآن مجید میں اصولی طور پر بیان فرما دی گئی ہے۔ چنانچہ سورۂ مائدہ (آیت ۹۶) میں فرمایا گیا۔

اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَ طَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ۔

(تمھارے لیے سمندر کا شکار اور اس کا کھانا حلال کر دیا گیا)

اگرچہ اس حکم کا تعلق اوّلاً حالت احرام سے ہے لیکن ظاہر ہے کہ جس جانور کا شکار کرنا اور اُسے کھانا حالت احرام میں بھی جائز اور حلال ہے۔ (جب کہ خشکی کا شکار اس حالت میں حرام ہے) وہ دریائی اور آبی جانور مطلقاً حلال ہوگا۔ البتہ یہاں یہ مسئلہ

تفصیل طلب ہے کہ اس سے مراد کون سا جانور ہے۔ صید البحر کا اطلاق مچھلی پر تو یقیناً ہوتا ہے اور حدیث میں بھی اس کے بغیر ذبح حلال ہونے کی تصریح کی ہے۔ چنانچہ سریہ الخبط کا واقعہ مشہور ہے کہ اس میں صحابہ کرام کو سمندر کی امواج و ہیل مچھلی (عنبر) ملی جس کا گوشت انھوں نے کھایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا اور آپ نے بھی اُسے تناول فرمایا۔ لیکن دوسرے جانوروں کا مسئلہ مختلف فیہ ہے۔

حنفی مسلک کے مطابق آبی جانوروں میں صرف مچھلی یا پھر فقط وہ جانور حلال ہے جو مچھلی سے کلی مشابہت رکھتا ہو اور اسی کی طرح پانی میں تیرتا ہو۔ اس کے حق میں احناف کے دلائل یہ ہیں کہ قرآن مجید میں طیبات کو حلال اور خبائث کو حرام کیا گیا ہے اور مچھلی کے ماسوا دوسرے پانی کے جانور ایسے ہیں جن سے انسانی طبائع نفرت کرتی ہیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے اس امر کا ثبوت نہیں ملتا کہ انھوں نے ایسے جانور کھائے ہوں، نیز ابوداؤد اور نسائی میں حضرت عبدالرحمٰن بن عثمان سے مروی ہے کہ ایک طبیب کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مینڈک مار کر دوا تیار کرنے سے منع فرمایا حالانکہ یہ آبی جانور ہے۔ جو مچھلی پانی کے اندر خود ہی مر کر اُوپر تیرنے لگے اُسے کھانا بھی حنفیہ کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے، بالخصوص جب کہ وہ مچھلی مُردہ اُلٹی تیر رہی ہو۔ البتہ کوئی مچھلی نہر یا دریا وغیرہ سے زندہ پکڑ کر کسی تنگ حوض یا برتن کے پانی میں ڈالی جائے اور وہاں مر جائے وہ بلا کراہت حلال ہے۔ کیکڑہ (سرطان) مینڈک، مگرمچھ (نہنگ) کو احناف حرام شمار کرتے ہیں۔

جہاں تک زمین پر رینگنے والے جانوروں اور حشرات الارض کا تعلق ہے انھیں بھی حنفیہ خبائث قرار دے کر حرام سمجھتے ہیں۔ چنانچہ سانپ، گرگٹ، چھپکلی، کچھوا ان کے نزدیک حلال نہیں۔